محمد طاہر رزاق

شاہ جیؒ کی خطابت

پچھلے دنوں قادیانیوں کے ترجمان ہفت روزہ "لاہور" میں ایک قادیانی کا مضمون شائع ہوا جس کا عنوان تھا "سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی خطابت، جس نے اسلام کو بہت نقصان پہنچایا" عنوان پڑھ کر مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے کوئی کہہ رہا ہو......... کہ

"سورج جس نے بہت اندھیرا پھیلایا"

"پھول جس نے بہت بد بو پھیلائی"

"شیر جس نے بہت بزدلی پھیلائی"

"چودھویں کا چاند جس نے بہت بدصورتی پھیلائی"

میرا دل پکارا کہ یہ عنوان تو یوں ہونا چاہیے تھا........ کہ "سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خطابت، جس نے قادیانیت کو بہت نقصان پہنچایا" - لیکن دجال قادیان کے مکار چیلے نے "قادیانیت" کی جگہ "اسلام" لکھ دیا ...... یہ ایسے ہی ہے جیسے مرزا قادیانی نے نبوت کی جگہ اپنا نام رکھ دیا..... جیسے مرزا قادیانی نے آنے والے مسیح موعود کی جگہ اپنا نام تحریر کر دیا۔ .... جیسے کذاب قادیان نے آنے والے امام مہدی کی جگہ اپنا نام آویزاں کر دیا..... ایسی شعبدہ بازی قادیانیوں کے بائیں ہاتھ کا کام ہے.... کیونکہ شیطان نے خود بڑی محنت سے انہیں یہ فنون سکھائے ہیں۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خطابت تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف تھی ....

شاہ جیؒ کی خطابت ناموس رسالت کی حفاظت پر مامور تھی.......

شاہ جی کی خطابت جھوٹی نبوت کے وجود کو خاکستر کرنے کے لئے شعلہ جوالہ تھی ....

شاہ جیؒ کی خطابت مرزا قادیانی کی شخصیت بے حیثیت کے لئے درہ عمرؓ فاروق تھی ....

شاہ جیؒ کی خطابت مرزا قادیانی کے آقا فرنگی ملعون کے لئے صلاح الدینؒ ایوبی کی للکار تھی ....

شاہ جیؒ کی خطابت مرتدین کے لئے صدیق اکبرؓ کا جلال تھی .... اس خطیب اعظم .... اس آفتاب خطابت....... کی چند کرنیں پیش خدمت ہیں ...... مطالعہ فرمائیے...... اور اپنے ایمان کو جلا بخشئیے۔ عقیدہ ختم نبوت پر خطاب کرتے ہوئے شاہ جیؒ گوہر افشانی فرما رہے ہیں۔

"میں حیران ہوتا ہوں کہ خدا نے جس قوم کو آمنہ کا لعل دیا ہو، جسے امام الانبیاء، فخر رسل، باعث کل، پیغمبر آخر الزمان ملا ہو، اسے اور کیا چاہیے۔

.... پورا قرآن، اسلام، احادیث، آئمہ کی محنت، یہ سجادے، یہ تصوف، یہ بس حضور ہی حضور ہیں۔ بیچ میں

اگر ختم نبوت پر بال آئے گا تو پوری عمارت نیچے آگرے گی۔ خدا، خدا نہیں رہے گا، لوگ اور ہی بنائیں گے۔

توحید را کہ نقطہ پرکار دین ماست
دانی؟ کہ نکتہ ز زبانُ محمد است

بلاواسطہ کچھ نہیں ملے گا۔ کعبہ میں جو صحف ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام کی درس گاہ تھا، اس میں تین سو ساٹھ پتھر لا رکھے۔ پھر آمنہ کے ہاں لالی آیا اور عبداللہ کا چاند طلوع ہوا تو ان کا گھر صاف ہوا۔ محور ہی ان کی ذات ہے، مجھے کچھ اور سوجھ نہیں سکتا۔

در پہ بیٹھے ہیں تیرے بے زنجیر
بائے کس طرح کی پابندی ہے

وہ ماں ہی مر گئی جو نبی جنے۔ مشاطہ ازل نے تیری زلفوں میں کنگھی ہی توڑ دی۔ اب کنڈل تو باقی رہیں گے لیکن کسی کنگھی کی ضرورت نہیں رہے گی۔ دیوانے بن جاؤ، عقل کو جواب دے دو، ختم نبوت کی حفاظت عقل کا نہیں، عشق کا مسئلہ ہے۔ صحابہ کرام صحیح معنوں میں دیوانگان محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ بس

خراباتیاں مے پرستی کنند
محمد بگویند و مستی کنند

آیت خاتم النبیین (الاحزاب) میں خاتم کے معنی قادیانی حضرات کے نزدیک مہر کے ہیں۔ تو بھی ختم نبوت پر کوئی حرف نہیں آتا گورنمنٹ کے مقرر کردہ محکمہ کی طرف سے جس مکان کے دروازہ پر سیل (مہر) لگا دی جاتی ہے تو عوام کا کوئی فرد اسے توڑنے کا مجاز نہیں ہوتا اسی طرح محکمہ ڈاک کے جس تھیلے پر مہر لگا دی جاتی ہے تو اسے بھی راستہ میں کوئی نہیں کھولتا تاوقتیکہ منزل مقصود پر افسر مجاز تک پہنچ جائے۔ (محمد رسول اللہ پر) نبوت کے خاتمہ کی مہر ثبت ہو گئی ہے۔ اسے کھولنے کی تاقیامت کسی بشر کو اجازت نہیں اور اگر کوئی اسے کھولنے کی چوری کرے گا تو وہ پکڑا جائے گا۔

مسلمانوں آج میں کھل کر ایک بات کہتا ہوں بلکہ ایک قدم آگے بڑھتا ہوں کہ اللہ کی ربوبیت اس وقت تک قائم ہے جب تک محمد کی نبوت قائم ہے۔ کیونکہ محمد کی نبوت کی ابدیت ہی اللہ کی ربوبیت کی مظہر ہے۔ ہم میں سے کسی نے خدا کو دیکھا ہے۔ ہم کیسے یقین کر لیں کہ ایسی بھی کوئی ہستی ہے جسے خدا کہتے ہیں۔ ہاں ہم نے محمد الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا ہے جنہوں نے ہمیں بتایا ہے کہ خدا بھی ہے۔ ہمیں تو اعتماد ہے اس بلند شخصیت پر، بھائی! اعتماد کی تو ساری بات ہے اگر اعتماد نہ رہا تو سارا کھیل ہی چوپٹ ہے۔

تحفظ ختم نبوت اور اس کی اہمیت کے عنوان پہ خطاب کرتے ہوئے شاہ جی فرما رہے ہیں:

"ختم نبوت کی حفاظت میرا جزو ایمان ہے۔ جو شخص بھی اس ردا کو چوری کرے گا، جی نہیں، چوری

کا حوصلہ کرے گا میں اس کے گریبان کی دھجیاں اڑا دوں گا اور جو اس مقدس امانت کی طرف انگلی اٹھائے گا، میں اس کا ہاتھ قطع کر دوں گا۔ میں میاں (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کسی کا نہیں، نہ اپنا نہ پرایا میں انہی کا ہوں، وہی میرے ہیں۔ جس کے حسن و جمال کو خود رب کعبہ نے قسمیں کھا کر آراستہ کیا میں ان کے حسن و جمال پر نہ مرمٹوں تو لعنت ہے مجھ پر اور لعنت ہے ان پر جو ان کا نام تو لیتے ہیں لیکن سارقوں کی خیرہ چشمی کا تماشا دیکھتے ہیں"۔

مسلمانو! لیلائے آزادی سے ہمکنار ہونے کی تمنا ہے تو سب سے پہلے فرنگی کی خانہ ساز نبوت کے قصر قادیاں کو مسمار کرو اور فرنگی کے اس خود ساختہ پودے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکو۔ میرے نزدیک مرزائیت اور عیسائیت ہندوستان میں ایک ہی وجود نامسعود کے دو نام ہیں۔ انہوں نے صرف ہمارے ملک و سلطنت کو ہی تاراج نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کے دین و ایمان کی متاع عزیز، آبروئے خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ردائے نبوت پر قزاقانہ حملہ کیا ہے

یتیم مکہ محمد کہ آبروئے خداست
کسے کہ خاک رہش نیست برسرش خاک است

جو نام نہاد مسلمان نبوت کے ان ڈاکوؤں سے حسن سلوک کے قائل ہیں یا ان سے رواداری پر حامل ہیں اور انگریزی کو اولی الامر بھی جانتے اور مانتے ہیں وہ حرماں نصیب روز محشر شفیع امت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا منہ لے کر آئیں گے؟"

جب شاتم رسول راجپال نے گستاخانہ کتاب لکھی تو شاہ جیؒ نے لاہور میں خطاب کرتے ہوئے کہا:

مسلمانو! میں تمہاری سوئی ہوئی غیرت کو جھنجھوڑنے آیا ہوں۔ آج کفار نے توہین پیغمبر کا فیصلہ کر لیا ہے۔ انہیں شاید یہ غلط فہمی ہے کہ مسلمان مر چکا ہے۔ آؤ اپنی زندگی کا ثبوت دیں۔ عزیز نوجوانو! تمہارے دامن کے سارے داغ صاف ہونے کا وقت آپہنچا ہے۔ گنبد خضرا کے مکین تمہاری راہ دکھ رہے ہیں۔ ان کی آبرو خطرے میں ہے۔ ان کی عزت پر کتے بھونک رہے ہیں۔ اگر قیامت کے روز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے طالب ہو تو پھر نبی کی توہین کرنے والی زبان نہ رہے یا پھر سننے والے کان نہ رہیں"۔

"آج آپ لوگ جناب فخر رسل رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کو برقرار رکھنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ آج اس جلیل القدر ہستی کا وجود معرض خطر میں ہے۔ جس کی دی ہوئی عزت پر تمام موجودات کو ناز ہے۔ میں گیارہ سال سے آپ لوگوں میں تقریریں کر رہا ہوں۔ آج مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب (یہ دونوں حضرات سٹیج پر موجود تھے۔ شاہ صاحب نے ان کی طرف اشارہ کر کے یہ فقرہ ادا کیا) کے دروازے پر ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور ام المومنین خدیجہؓ آئیں اور فرمایا کہ ہم تمہاری

ائیں ہیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کفار نے ہمیں گالیاں دی ہی"

ارے دیکھو تو کہیں ام المومنین عائشہؓ دروازے پر تو نہیں کھڑی ہیں؟

(یہ سن کر مجمع پلٹا کھا گیا۔ لوگوں میں کہرام مچ گیا اور مسلمان دھاڑیں مار مار کر رونے لگے) تمہاری محبت کا تو یہ عالم ہے کہ عام حالتوں میں کٹ مرتے ہو لیکن کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آج سبز گنبد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تڑپ رہے ہیں۔ آج خدیجہؓ اور عائشہؓ پریشان ہیں۔ بتاؤ تمہارے دلوں میں امہات المومنینؓ کی کیا وقعت ہے؟

آج ام المومنین عائشہؓ تم سے اپنے حق کا مطالبہ کر رہی ہے۔ وہی عائشہؓ جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمیرا کہہ کر پکارتے تھے۔ جنہوں نے سید عالم کی رحلت کے وقت مسواک چبا کر دی تھی۔ اگر تم خدیجہؓ اور عائشہؓ کے ناموس کی خاطر جانیں دے دو تو کچھ کم فخر کی بات نہیں ہے۔ یاد رکھو جس روز یہ موت آئے گی، پیام حیات لے کر آئے گی۔

نبی افرنگ مرزا قادیانی، اس کی ذریت اور اس کی ارتدادی جماعت کی مذمت و مرمت کرتے ہوئے شاہ جیؒ شعلہ فشاں ہیں:

"تصویر کا ایک رخ تو یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی میں کمزوریاں اور عیوب تھے اس کے نقوش میں توازن نہ تھا۔ قدوقامت میں تناسب نہ تھا، اخلاق کا جنازہ تھا، کریکٹر کی موت تھی۔ سچ کبھی نہ بولتا تھا، معاملات کا درست نہ تھا۔ بات کا پکا نہ تھا، بزدل اور ٹوڈی تھا۔ تقریر و تحریر ایسی ہے کہ پڑھ کر متلی ہونے لگتی ہے۔ لیکن میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر اس میں کوئی کمزوری نہ بھی ہوتی، وہ مجسمہ حسن و جمال ہوتا، قویٰ میں تناسب ہوتا، چھاتی ۴۵ انچ، کمر ایسی کہ سی آئی ڈی کو پتہ نہ چلتا، بہادر بھی ہوتا، مرد میدان ہوتا، کریکٹر کا آفتاب ہوتا، خاندان کا ماہتاب ہوتا، فردوسی وقت ہوتا، ابوالفضل اس کا پانی بھرتا، خیام اس کی چاکری کرتا، غالب اس کا وظیفہ خوار ہوتا، انگریزی کا شیکسپیئر ہوتا اور اردو کا ابوالکلام آزاد ہوتا، پھر نبوت کا دعویٰ کرتا تو کیا ہم اسے نبی مان لیتے؟

میں تو کہتا ہوں کہ اگر خواجہ غریب نواز اجمیریؒ، سید عبدالقادر جیلانیؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام بخاریؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، ابن تیمیہؒ، غزالیؒ، یا حسن بصریؒ بھی نبوت کا دعویٰ کرتے تو کیا ہم انہیں نبی مان لیتے؟ علیؓ دعویٰ کرتا کہ جسے تلوار حق نے دی اور بیٹی نبی نے دی، سیدنا ابوبکر صدیقؓ، سیدنا فاروق اعظمؓ، اور سیدنا عثمانؓ بھی دعویٰ کرتے تو کیا بخاری انہیں نبی مان لیتا؟ نہیں ہر گز نہیں۔ میاں صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کائنات میں کوئی انسان ایسا نہیں جو تخت نبوت پر سج سکے اور تاج امامت اور رسالت جس کے سر پر ناز کرے وہ ایک ہی ہے جس کے دم قدم سے کائنات میں نبوت سرفراز ہوئی"

جب خدا نے خود یہ فیصلہ دے دیا کہ فلاح کے لئے صرف نبی امی کی اتباع کی ضرورت ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ اب جو (نبی) آئے گا یا آنا چاہتا ہے، وہ کیا کرنے آئے گا؟ کیا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرے گا اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کرے گا؟ کیا وہ پانچ نمازوں کی بجائے ساتیا تین کردے گا؟ کیا وہ رمضان کے ۳۰ یا ۲۹ روزوں کی بجائے ۱۵ یا ۲۰ کردے گا؟ آخر جو آئے گا وہ کرے گا کیا؟

حضرت ناصح جو آئیں دیدہ و دل فرش راہ
پر کوئی اتنا تو سمجھا دو کہ سمجھائیں گے کیا؟

ستم دیکھئے یہ لوگ کس قدر بے بصیرت ہیں۔ کتنے عاقبت نااندیش ہیں کہ لباس نبوت کس کے بدن پر مزین کرنے کی سعی میں مصروف ہیں۔ جسے گڑ اور کلوخ میں تمیز نہیں اور جسے جوتا پہننے کا سلیقہ نہیں۔ دایاں بائیں میں اور بایاں دائیں میں، گڑ سے استنجا کیا جا رہا ہے اور مٹی کھائی جا رہی ہے۔

دیکھا، میاں صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر ہاتھ ڈالا تو خدائے غیور نے عقل ہی سلب کر لی اور مخبوط الحواس بنا دیا۔ یہ عقل کے مسلوب ہونے کی علامت ہی ہے کہ مرزا قادیانی ملکہ وکٹوریہ کو خط لکھتا ہے جیسے ایک غلام آقا کو خطاب کرتا ہے۔ کہتا ہے:

"میں اور میرا خاندان سلطنت انگلینڈ کے دیرینہ خادم ہیں۔ نیز اے ملکہ معظمہ ادام اللہ بقاءہا و خلد اللہ ملکہا۔ تو زمین کا نور اور میں آسمان کا نور۔ پس تجھ زمین کے نور نے مجھ آسمان کے نور کو اپنی طرف کھینچ لیا اور میرے پاس جو کچھ ہے، تیرے ہی وجود کی برکت سے ہے"

مرزا کے جانشین موسیو محمود سے کہو کہ فیصلہ آج ہی ہو جاتا ہے۔ تم اپنے باپ کی خانہ ساز نبوت لے کر آؤ، میں اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا علم لہراتا ہوا آؤں گا۔ تم اپنے ابا کی عادت کے مطابق یاقوتیاں کھاؤ اور بلومر کی ٹانک وائن پی کر آؤ۔ میں اپنے نانا کی سنت کے مطابق جو کے ستو کھا کر آؤں گا، تم حریر و پرنیاں پہن کر آؤ میں اپنے اپنے نانا کے مطابق موٹا جھوٹا پہن کر کر آؤں گا۔

ہمیں میداں ہمیں چوگاں ہمیں گو

آؤ اور اپنے باپ کو ایک صحیح العقل انسان تو ثابت کر دکھاؤ۔ مناظرہ میرا تمہارا اس بات پر ہے اور یہ فیصلہ کن مناظرہ ہو گا۔ میں ملت اسلامیہ کا نمائندہ ہوں۔ تم میدان میں اترو، لکھنؤ، دلی یا تمہارے مرقد قادیان میں کہیں بھی جہاں تم چاہو۔

بس تجربہ کردیم دریں دیر مکافات
بادرد کشاں ہر کہ در افتادہ بر افتاد

(شیرازی)

نبوت کے ڈاکوؤ! تم میں اتنی ہمت کہاں کہ تم بخاری کے مقابلہ میں آؤ۔ ہمارے مقابلہ میں جو بھی آیا ہم نے اسے پچھاڑا ہے۔ تم انگریز کے ذلہ خوار ہو اور میں ابن حیدر کرارؓ، حیدر نے یہودیت کے مرکز خیبر

کو اکھاڑ اور میں مرزائیت کے مرکز تمہارے قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا''۔

میں مرزا محمود اور قادیانیت کی جو مخالفت کر رہا ہوں رب العزت کی قسم ہے اس میں کوئی ذاتی غرض نہیں ہے اور نہ مجھے مرزا محمود اور قادیانیوں سے کوئی ذاتی رنجش یا کد ہے۔ میری دشمنی صرف حضور ختم المرسلین کی محبت کی وجہ سے ہے۔ مرزائی، محمد رسول اللہ کا شریک (مرزا غلام احمد کو) جانتے ہیں اور ہم کو یہ بات ہرگز گوارا نہیں ہے۔ دنیا میں ہزاروں نہیں، لاکھوں اور کروڑوں لوگ ایسے ہیں جو خدا کا شریک بتاتے ہیں اور بناتے ہیں لیکن خدا نے اپنے قصر ربوبیت کے دروازے بند نہیں کئے اور بدستور جس طرح ان کی پرورش کرتا ہے جو خدا کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں۔ اسی طرح مشرکین کو پالتا ہے۔ اس کا غضب پوری طرح سے کبھی ان پر نازل نہیں ہوا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں شریک بنانے والے کو کبھی معاف نہیں کیا۔

ارے قادیانیو! اگر نیا نبی بنائے بغیر تمہارا گزارا نہیں ہو سکتا اور اس کے بغیر تم جی نہیں سکتے تو ہمارے مسٹر جناح کو ہی نبی مان لو۔ ارے مرد تو تھا۔ جس بات پر ڈٹا کوہ کی طرح اڑ گیا۔ آہوں کے بادل اٹھے، اشکوں کی گھٹا چھائی، خون کی ندیاں بہہ گئیں، لاشوں کے انبار لگ گئے مگر کوئی چیز مسٹر جناح کے عزم کو نہ ہلا سکی۔ اس نے تاریخ کے اوراق کو پلٹ دیا اور ملک کے جغرافیہ کو بدل کر رکھ دیا۔ ارے تمہاری نبوت کو بھی جگہ ملی تو لٹ پٹ کر اسی کے قدموں میں تمام عمر گزار دی۔ انگریزوں کی نوکری نہیں کی۔ حکومت سے خطاب نہیں لیا۔ انگریزوں سے کوئی تمنا وابستہ نہیں کی اور ایک تمہارا نبی ہے کہ حضور گورنمنٹ کے آگے عاجزانہ درخواستیں کرتے کرتے ۵۰ الماریاں سیاہ کر ڈالیں۔

مرزا قادیانی کے آقا انگریز لعین کے بارے میں خطاب کرتے ہوئے شاہ جیؒ لب کشائی کرتے ہیں:

''میں ان سوروں کا ریوڑ چرانے کو بھی تیار ہوں جو برٹش امپیریلزم کی کھیتی کو ویران کرنا چاہیں۔ میں کچھ نہیں چاہتا، میں ایک فقیر ہوں، اپنے نانا کی سنت پر کٹ مرنا چاہتا ہوں اور اگر کچھ چاہتا ہوں تو اس ملک سے انگریز کا انخلا۔ دو ہی خواہشیں ہیں۔ میری زندگی میں یہ ملک آزاد ہو جائے یا پھر میں تختہ دار پر لٹکا دیا جاؤں۔ میں ان علمائے حق کا پرچم لئے پھرتا ہو جو ۱۸۵۷ء تک میں فرنگیوں کی تیغ بے نیام کا شکار ہوئے تھے۔ رب ذوالجلال کی قسم مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں کہ لوگ میرے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔ لوگوں نے پہلے ہی کب کسی سرفروش کے بارے میں راست بازی سے سوچا ہے؟ وہ شروع سے تماشائی ہیں اور تماشا دیکھنے کے عادی ہیں۔

حکومت وقت کو پاکستان کے بارے میں قادیانیوں کی زہرناکیوں سے آگاہ کرتے ہوئے شاہ جیؒ یوں گویا ہوتے ہیں:

وہ شخص یا وہ جماعت کبھی بھی پاکستان کے مفادات سے وفاداری نہیں کر سکتی جو پاکستان میں بیٹھ کر اکھنڈ بھارت کی صدارت کے خواب دیکھے۔ وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں سے تو محترم لیاقت علی خاں نبٹ لیں

گے۔ میں تو مرزا بشیر الدین محمود کی بات کر رہا ہوں کہ وہ پاکستان اور ہندوستان کو ملا دینے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ اسے کیوں کھلا چھوڑ رکھا ہے؟ اگر آج اس پاکستان کے دشمن گرگ باراں دیدہ کو درست نہ کیا گیا تو وہ ایک عظیم خطرہ بن سکتا ہے۔ رسول کا دشمن لیاقت علی خان کا وفادار نہیں ہو سکتا۔ پاکستان کے ہر غدار کو ختم ہو جانا چاہیے، چاہے وہ کوئی ہو۔

جو عدو باغ ہو برباد ہو
چاہے وہ گل چیں ہو یا صیاد ہو

''حکومت کا فرض ہے کہ وہ پاکستان کے دوست اور دشمن میں تمیز کرے۔ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار نہیں، وہ پاکستان کے کیسے وفادار ہو سکتے ہیں۔ مرزائیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور آپ کی تعلیمات کے مقابلہ میں غلام احمد قادیانی کی شخصیت اور اس کی جھوٹی نبوت کا بت کھڑا کر رکھا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مرزائیوں کی یہ سیاسی حکمت عملی ہے۔ مذہب کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ اپنی سیاسی حکمت عملی سے اقتدار پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ انگریز ہندوستان سے جاتے جاتے مسلمانوں پر اپنے ایک آلہ کار گروہ کو مسلط کر گیا ہے۔ مدت سے آرزو ہے کہ میاں بشیر الدین سے آمنا سامنا ہو۔ مجھے امید ہے کہ وہ میری شکل دیکھ کر ہی مسلمان ہو جائے گا۔ لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ وہ سامنے آنے سے شرماتا ہے''

تم ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ کرو۔ میں تمہارے کتے پالنے کو تیار ہوں۔ میں تمہارے سور چراؤں گا، میں کہتا ہوں مسلم لیگ نے پاکستان بنایا، ملک تقسیم کرایا، یہ انجمن احمدیہ نے تو نہیں بنایا۔ مرزا بشیر الدین محمود اور سر ظفر اللہ کا پاکستان سے کیا تعلق؟ یہ دم بریدہ سگان برطانیہ آج پاکستان میں دندنا رہے ہیں۔ ہم ان کی یہ غدارانہ سرگرمیاں ہرگز برداشت نہیں کر سکیں گے اور پاکستان کو مرزائی سٹیٹ نہیں بننے دیں گے۔

وطن عزیز کے بدمعاش و بدقماش حکمرانوں کو اور بے حس، ابن الوقت اور دنیا پرست مسلمانوں خطاب کرتے ہوئے شاہ جیؒ کہتے ہیں:

''لگاتار چوالیس برس لوگوں کو قرآن سنایا۔ پہاڑوں کو سناتا تو عجب نہ تھا کہ ان کی سنگینی کے دل چھوٹ جاتے۔ غاروں سے ہم کلام ہوتا تو جھوم اٹھتے، چٹانوں کو جھنجوڑتا تو چلنے لگتیں، سمندروں سے مخاطب ہوتا تو ہمیشہ کے لئے طوفان بکنار ہو جاتے۔ درختوں سے کہتا تو دوڑنے لگتے۔ کنکریوں سے گویا ہوتا تو لبیک کہہ اٹھتیں۔ صرصر سے کہتا تو صبا ہو جاتی، دھرتی کو سناتا تو اس کے سینہ میں بڑے بڑے شگاف پڑ جاتے جنگل لہرانے لگتے، صحرا سرسبز ہو جاتے۔ میں نے ان لوگوں میں معروضات کا بیج بویا ہے جن کی زمینیں بنجر ہو چکی ہیں۔ جن کے ضمیر عاجز آ چکے ہیں۔ جن کے یہاں دل و دماغ کا قحط ہے، جن کی پستیاں انتہائی خطرناک ہیں، جو برف کی طرح ٹھنڈے ہیں، جن میں ٹھہرنا المناک اور گزر جانا طرب ناک ہے اور جو طاقت ہی

کی پوجا کرتے ہیں جن کے سب سے بڑے معبود کا نام طاقت ہے۔ یہاں امراء دوزخ کے کتے اور سیاست دان کھٹی تے ہیں۔ (الاماشاء اللہ) ان کے ساتھ نٹ اور ان کے پیچھے لاشیں چلتی ہیں۔ ان کی واحد خوبی یہ ہے کہ ہر نیکی اور برائی کی زبان میں جھوٹ بول لیتے ہیں"۔

"میں نے اس زمین کو بہت سا نم دیا ہے۔ میرا نم ہی کیا؟ اسے تو زہراؓ نے آنسو اور حسینؓ نے خون دیا تھا۔ دجلہ و فرات کے گیسو اسی طرح تابدار ہیں اور حسینؓ کا قافلہ تیرہ سو برس سے اسی طرح لٹ رہا ہے"۔

"کائنات کو چلنے دو، سورج نکلتا اور ڈوبتا ہے۔ ہم مرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ ہمارے سپرد جو فرض تھا، الحمدللہ اس سے عہدہ برا ہونے میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔

شاہ جیؒ کی خطابت کیا تھی؟ سامعین شاہدین کے تاثرات لکھنے شروع کروں تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو جائے۔ نمونہ کے طور پر برصغیر کے عظیم صحافی، ادیب شہیر، خطیب کبیر، شاعر دلپذیر، فرنگی کی جیلوں کے اسیر، آزادی وطن کے بے باک سپاہی، عظیم عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم آغا شورش کاشمیریؒ کے چند تاثرات پیش کئے جاتے ہیں۔

رعد کی گونج، بادل کی گرج، ہوا کا فراٹا، فضا کا سناٹا، صبح کا اجالا، چاندنی کا جھالا، ریشم کی جھلملاہٹ، ہوا کی سرسراہٹ، گلاب کی مہک، سبزے کی لہک، آبشار کا بہاؤ، شاخوں کا جھکاؤ، طوفان کی کڑک، سمندروں کا خروش، پہاڑوں کی سنجیدگی، صبا کی چال، اوس کا نم، چنبیلی کا پیراہنٹ تلوار کا لہجہ، بانسی کی دھن، عشق کا بانکپن، حسن کا اغماض اور کہکشاں کی مسجع و مقطع عبارتیں انسانی آواز میں ڈھلتے ہی خطابت کی جو صورت اختیار کرتی ہیں، اس کا جیتا جاگتا مرقع شاہ جیؒ تھے۔

پھر آغا جیؒ ہمیں شاہ جیؒ کا انداز خطاب بتاتے ہیں اور ہمیں اس عہد میں لے جاتے ہیں جو شاہ جیؒ کا عہد تھا۔

خطیب اعظم عرب کا نغمہ عجم کی لے میں سنا رہا ہے
سر چمن چہچہا رہا ہے سر وغا مسکرا رہا ہے
حدیث سرو و سمن نچھاور، زبان شمشیر اس پر قربان!
مسیلمہ ایسے جعلسازوں کی بیخ و بنیاد ڈھا رہا ہے
قرون اولیٰ کی رزم گاہوں سے مرتضیٰ کا جلال لے کر
دبیز نیندیں جھنجھوڑتا ہے، مجاہدوں کو جگا رہا ہے
ہیں اس کی للکار سے ہراساں محمد مصطفیٰ کے باغی
وفا کے جھنڈے گڑے ہوئے ہیں، غنیم پر دندنا رہا ہے

میں اس کے چہرے کی مسکراہٹ سے ایسا محسوس کر رہا ہوں
کہ جیسے کوثر پہ شام ہوتے کوئی دیا جھلملا رہا ہے
خدا فروشوں کی خانقاہوں پہ ایک بجلی سی کوندتی ہے
ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے

مزید سنیئے

بخاری تقریر کر رہا ہے

فضا کو تسخیر کر رہا ہے
نیا تصور ابھر رہا ہے
جہان چنگیز مر رہا ہے
...... بخاری تقریر کر رہا ہے

جلال پیغمبری نہ پوچھو
کمال جادوگری نہ پوچھو
خطیب کی ساحری نہ پوچھو
...... بخاری تقریر کر رہا ہے

گلاب و لالہ کا سلسلہ ہے
بلند آواز حوصلہ ہے
قرون اولیٰ کا ولولہ ہے
...... بخاری تقریر کر رہا ہے

عروس افکار کا چمن ہے
خیال تازہ کا بانکپن ہے
نوائے اسلام ہم سخن ہے
...... بخاری تقریر کر رہا ہے

خیال کروٹ بدل رہے ہیں
غزل کے سانچے میں ڈھل رہے ہیں
جدید الفاظ چل رہے ہیں
...... بخاری تقریر کر رہا ہے

مجھے بھی تیغے اچھالنے دو
مجھے بھی الفاظ ڈھالنے دو
مجھے بھی راتیں اجالنے دو
...... بخاری تقریر کر رہا ہے

وطن کی ٹوٹے نہ آس لوگو!
رکو نہ اب اے اداس لوگو!
کہاں ہو معنی شناس لوگو!
...... بخاری تقریر کر رہا ہے

کیوں قادیانیو! کیا حال ہے؟ کیا خیال ہے؟
سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی خطابت نے کسے نقصان پہنچایا؟
قادیانیت کو؟ بانی فتنہ قادیانیت مرزا قادیانی کو؟ مرزا قادیانی کے آقا انگریز ملعون کو یا...... اسلام کو؟

قادیانیو! تم تو عقل کے اندھے اور ذہن کے بنجر ہو...... تم نے تو اس شخص کو نبی مان رکھا ہے جس کا علم سے کوئی تعلق نہ تھا...... جسے سکول میں ساری کلاس کے سامنے مرغا بنایا جاتا تھا...... اور استاد سے بید پڑنے پر پوری کلاس قہقہے لگایا کرتی تھی...... جو مختاری کے امتحان میں فیل ہو گیا...... جو صحت کے ساتھ اردو کے دو سطریں نہیں لکھ سکتا تھا...... جو چند منٹ مربوط اور سلجھی ہوئی گفتگو نہ کر سکتا تھا...... جسے مذکر مونث نہ آتے تھے...... جو واحد جمع سے نا آشنا تھا...... جو اردو گرامر کی ابجد سے بھی ناواقف تھا...... جسے اپنی بے ربط تحریر میں کوئی محاورہ لکھنا ہوتا تو بیوی سے پوچھ کر لکھا کرتا تھا...... جو سیالکوٹ کی کچہری میں منشی بھرتی ہوا تو A B C سیکھنے اور انگریزی میں ہفتے کے دنوں اور سال کے مہینوں کے نام بھی غلط لکھے ہیں...... بابائے صحافت، قافلہ حریت پسندوں کے سالار مولانا ظفر علی خانؒ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خطابت کو کیسا عجب خراج تحسین پیش کر رہے ہیں:

کانوں میں گونجتے ہیں بخاری کے زمزمے
بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول میں